رحمن کے بندے

Shaykh Pod BOOKS

Shaykh Pod URDU

مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے

رحمٰن کے بندے۔

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2024 کے ذریعہ شائع کیا گیا۔

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

رحمٰن کے بندے۔

دوسرا ایڈیشن۔ 12 اپریل 2024۔

کاپی رائٹ ©2024 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

فہرست کا خانہ

فہرست کا خانہ

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

عاجزی

جہالت

رات کی نماز

اللہ تعالیٰ کا خوف

متوازن اخراجات

شرک

زندگی کا احترام کریں۔

غیر قانونی تعلقات

مخلصانہ توبہ

بہتر کے لیے بدلنا

جھوٹی گواہی

فضول باتیں

الفاظ اور اعمال

ایک متقی خاندان

عظیم کردار

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روزِ آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com پر دی جا سکتی ہیں۔

تعارف

اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کی صفات کا تذکرہ باب 25 الفرقان آیات 63 تا 77 میں کیا گیا ہے۔ انہی مسلمانوں کو دنیا اور آخرت میں سلامتی اور عظیم نعمتیں عطا کی جائیں گی۔ باب 10 یونس، آیت 62:

‘‘بلاشبہ اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔’’

جب بھی انہیں کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو انہیں ان پر قابو پانے کی طاقت دی جائے گی تاکہ وہ مزید برکات حاصل کریں۔ جب قیامت کے دن پوری مخلوق کا سامنا ہو گا تو اللہ تعالیٰ ان سے تمام غم دور کر دے گا۔ باب 21 الانبیاء، آیت 103:

وہ سب سے بڑی دہشت سے غمگین نہیں ہوں گے اور فرشتے ان سے ملیں گے اور کہیں گے کہ ’’ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ان خاص بندوں پر آسمانوں کے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اس کی تصدیق سنن نسائی نمبر 5428 میں موجود ایک حدیث سے ہوئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا خاص قرب حاصل کرتے ہیں۔ باب 56 الواقعہ، آیات 10-12:

اور پیش رو، پیش رو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو]اللہ کے [نزدیک لائے گئے ہیں۔ خوشیوں کے باغوں "
"میں۔

انہوں نے اپنے آپ کو باقی تمام چیزوں کی غلامی سے آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کی حقیقی اطاعت کے لیے وقف کر دیا، اس کے احکام کو بجا لا کر، اس کی ممانعتوں سے باز آ کر اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کیا۔ جب وہ اس کے بندے بنے تو ساری مخلوق سے بے نیاز ہو گئے۔ لیکن جن لوگوں نے اس بندگی سے آزادی مانگی وہ صرف اپنی خواہشات اور مادی دنیا کے غلام بن :گئے۔ باب 45 الجثیہ، آیت 23

‘‘کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے؟’’

وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید کی کوشش کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچے ہیں۔ لیکن یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ علم کے بغیر یہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابن ماجہ نمبر 224 میں موجود ایک حدیث میں اعلان فرمایا کہ مفید علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

تمام مسلمانوں کا مشن ہونا چاہیے کہ وہ رحمٰن کے بندوں کے اچھے کردار کی تقلید کریں تاکہ وہ بھی دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ ایک مسلمان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ قیامت کے ترازو میں حسن اخلاق سے زیادہ کوئی چیز بھاری نہیں ہو گی ۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 2003 میں موجود حدیث سے ہوئی ہے۔

عاجزی

:میں بیان ہوئی ہے رحمٰن کے سچے بندوں کی پہلی صفت باب 25 الفرقان آیت 63

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آسانی سے چلتے ہیں“۔”

نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ان کے پاس جو بھی خوبی ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے بندوں اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے۔ اور جس برائی سے وہ بچ گئے وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی۔ جو چیز کسی کی نہیں اس پر فخر کرنا کیا حماقت نہیں؟ بالکل ان کا نہیں مسلمانوں کو اسی طرح جیسے کوئی شخص کسی اسپورٹس کار پر فخر نہیں کرتا جو یہ احساس ہونا چاہیے کہ حقیقت میں کچھ بھی ان کا نہیں ہے۔ یہ رویہ یقینی بناتا ہے کہ انسان ہر وقت عاجز رہے۔ اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے صحیح بخاری نمبر 5673 میں موجود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پر مکمل یقین رکھتے ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ کسی شخص کے اعمال صالحہ انہیں جنت میں نہیں لے جائیں گے۔ .صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی اس کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لیے کہ ہر عمل صالح اسی وقت ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو انجام دینے کے لیے علم، طاقت، موقع اور الہام عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ عمل کی قبولیت بھی پر .جب کوئی اس کو ذہن میں رکھتا ہے تو یہ انہیں غرور سے بچاتا کی رحمت اللہ منحصر ہے۔ ہے اور انہیں عاجزی اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ عاجز ہونا کمزوری کی علامت نہیں ہے کیونکہ اسلام نے ضرورت پڑنے پر اپنے دفاع کی ترغیب دی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسلام مسلمانوں کو کمزوری کے بغیر عاجزی کا درس دیتا ہے۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 2029 میں موجود ایک حدیث میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا۔ پس حقیقت میں عاجزی دونوں جہانوں میں عزت کا باعث بنتی ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے مخلوق میں سے سب سے زیادہ حلیم پر غور کرنے کی ضرورت ہے، یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح طور پر لوگوں کو اس اہم صفت کو اپنانے کا حکم دے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے۔ باب 26 اشعراء، آیت 215:

اور اپنے بازو کو نیچے رکھو]یعنی مہربانی کرو [مومنوں میں سے جو تمہاری پیروی کرتے "
"ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاجزانہ زندگی گزاری۔ مثال کے طور پر، اس نے خوشی سے گھر میں گھریلو فرائض انجام دیے اور یہ ثابت کیا کہ یہ کام صنفی غیر جانبدار ہیں۔ اس کی تصدیق امام بخاری کی، ادب المفرد، نمبر 538 میں ہوتی ہے۔

عاجزی ایک اندرونی خصوصیت ہے جو باہر کی طرف ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ چلنے کا طریقہ۔ اس پر ایک اور آیت باب 31 لقمان، آیت 18 میں بحث کی گئی ہے۔

"اور اپنا رخسار لوگوں کی طرف مت پھیرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔"

اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ جنت ان عاجز بندوں کے لیے ہے جن میں غرور کا کوئی نشان نہیں ہے۔ باب 28 القصص، آیت 83:

آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے مقرر کیا ہے جو زمین میں بلندی اور فساد نہیں چاہتے۔ ’’
اور]بہترین [انجام نیک لوگوں کے لیے ہے۔‘‘

درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 1998 میں موجود ایک حدیث کی تصدیق فرمائی ہے کہ جس کے پاس ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں

ہو گا۔ فخر کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کیونکہ وہ پوری کائنات کا خالق، پالنے والا اور مالک ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے، فخر اس وقت ہوتا ہے جب کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ دوسروں سے برتر ہیں اور جب سچائی ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو اسے مسترد کر دیتا ہے کیونکہ وہ اس طرف سے آتا ہے - ان کے علاوہ کسی اور کی قبول کرنا ناپسند کرتے ہیں جب وہ سچائی کو کی تصدیق سنن ابوداؤد نمبر 4092 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

جہالت

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت جو باب 25 الفرقان آیت 63 میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ جہالت اور جاہلوں سے بچتے ہیں۔

‘‘اور جب جاہل ان سے]سختی سے [خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں۔ ’’

خاص طور پر، جب لوگ احمقانہ انداز میں کام کرتے ہیں تو وہ اسی طرح جواب نہیں دیتے۔ اس کے بجائے وہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں جو ان کے قول و فعل سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک بے وقوف شخص کو جو بہترین جواب دے سکتے ہیں وہ انہیں سکون سے چھوڑ دینا ہے کیونکہ انہیں برے طریقے سے جواب دینا ہی انہیں حوصلہ دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنا دفاع نہیں کرتے جیسا کہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ انہوں نے کمزوری کے بغیر عاجزی اختیار کی ہے۔ وہ ان لوگوں پر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے جو صرف مصیبت کی تلاش میں ہیں۔ اسلام میں جہالت ایک ناپسندیدہ خصوصیت ہے اور یہی وجہ ہے کہ علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اس کی تصدیق سنن ابن ماجہ نمبر 224 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ جاہل اس کا احساس کیے بغیر بھی گناہ کرتے ہیں، اس لیے رحمٰن کے سچے بندے اس کے بندوں سے بچتے ہیں اور اس خصوصیت کو قرآن مجید اور اس کی روایات کے مطالعہ کے لیے وقف کرتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں اپنانے کی کوشش کریں۔ باب 39 از زمر، آیت 9:

"کہو، "کیا جاننے والے برابر ہیں جو نہیں جانتے؟..."

قرآن کریم نے واضح کر دیا ہے کہ جاہل شخص حقیقی تقویٰ حاصل نہیں کر سکتا۔ باب 35 فاطر، آیت 28:

اللہ سے صرف وہی ڈرتے ہیں جو اس کے بندوں میں سے علم رکھتے ہیں‘‘۔ ’’

اس لیے کہ اسلامی تعلیمات میں بتائی گئی اچھی خصلتوں کو اپنانے اور برے خصلتوں سے بچنے کے لیے علم کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی کسی برے خصلت سے ناواقف ہے تو وہ اسے اپنے کردار سے کیسے دور کر سکتا ہے؟

کسی کو صرف اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ علم رکھنے والوں کا ہمیشہ احترام کرنا چاہیے کیونکہ یہ غرور سے دور رہتا ہے۔

قرآن پاک مسلمانوں کو جاہلوں کی صحبت سے دور رہنے کی نصیحت کرتا ہے کیونکہ وہ صرف اپنے دوستوں کو فضول یا برائی کی طرف ترغیب دے سکتے ہیں۔ باب 28 القصص، آیت 55:

اور جب وہ بری بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال " ہمارے لیے ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال، تم پر سلامتی ہو، ہم جاہلوں کی تلاش نہیں کرتے"۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی جاہلوں کو نصیحت یا تعلیم نہ دے بلکہ یہ بات ان پڑھے لکھے مسلمانوں پر چھوڑ دی جائے جنہوں نے اسلام کے پیغام کو صحیح طریقے سے پھیلانے کے لیے ضروری خصوصیات کو اپنایا ہو۔

حقیقی جاہل وہ نہیں ہے جس کے پاس علم نہ ہو۔ حقیقت میں جاہل وہ ہے جو اپنے علم پر عمل نہ کرے۔ ایسا شخص زیادہ علم رکھنے کے باوجود جاہل ہے۔ علم پر عمل کرنا وہ علم ہے جو نفع بخش ہے۔ باقی سب کچھ صرف زبان کا علم ہے جو اس کے مالک کو فائدہ نہیں دے گا۔ درحقیقت یہ علم قیامت کے دن انسان کے خلاف گواہی دے گا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسلامی علم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور ایسے علم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں جو نفع بخش نہ ہو جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی ہے۔ اس کی تصدیق سنن ابن ماجہ نمبر 3843 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

رات کی نماز

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 64 میں بیان ہوئی ہے:

"اور جو رات کا کچھ حصہ اپنے رب کے لیے سجدہ اور قیام میں گزارتے ہیں۔"

وہ اللہ کے لیے اپنے اخلاص کا ثبوت دیتے ہیں، اپنی نیند اور آرام کا کچھ حصہ اس کی عبادت کے لیے قربان کر دیتے ہیں جب کہ کوئی دوسری آنکھ انہیں نہیں دیکھ رہی ہوتی۔ پچھلی خصوصیات میں ان خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو عام ہیں اس لیے ان بندوں پر دکھاوے کا الزام لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ خصوصیت ان کے خلوص کو ثابت کرتی ہے۔ یہ آیت واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ رحمٰن کے حقیقی بندے وہ ہیں جنہوں نے اپنی فرض نمازیں قائم کیں۔ فرض نماز قائم کرنے کے بعد صرف نفلی نماز باقاعدگی سے پڑھتا ہے۔ اس کے بغیر کوئی کامیابی نہیں۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابن ماجہ نمبر 1401 میں موجود حدیث میں صحیح طریقے سے نماز پڑھنے والے سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی نشانی ہے۔

رات کی نماز کے بے شمار فضائل ہیں۔ مثال کے طور پر سنن نسائی نمبر 1614 میں موجود ایک حدیث میں یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ یہ بہترین نماز ہے۔ وہ رات ہے جب اللہ عزوجل اپنی لامحدود عظمت کے ساتھ اس دنیا کے آسمانوں پر نزول فرماتا ہے اور لوگوں کو اپنی بخشش اور رحمت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 6321 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ قیامت کے دن یا جنت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کا درجہ نہیں ہو گا اور یہ درجہ براہ راست شب قدر سے مربوط ہے۔ دعا باب 17 الاسراء، آیت 79:

اور رات کے کچھ حصہ سے اس کے ساتھ نماز پڑھو]یعنی قرآن کی تلاوت [اپنے لیے اضافی "
]عبادت [کے طور پر۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایک قابل تعریف مقام پر اٹھائے گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ رات کو نفلی نماز قائم کرتے ہیں انہیں دونوں جہانوں میں اعلیٰ درجات سے نوازا جائے گا۔ جامع ترمذی کی حدیث نمبر 3579 میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہونے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اگر وہ اس وقت بیدار ہوں اور اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہے ہوں۔

تمام مسلمانوں کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی دعائیں قبول ہوں اور ان کی حاجتیں پوری ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ وہ رات کی نماز نفلی ادا کرنے کی کوشش کریں جیسا کہ صحیح مسلم نمبر 1770 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی ہے کہ ہر رات میں ایک خاص گھڑی ہوتی ہے جس میں اچھی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ ہمیشہ جواب دیا.

نماز شب کا قیام گناہوں سے بچنے کا بہترین طریقہ ہے، یہ بے مقصد اجتماعات سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے اور یہ انسان کو بہت سی جسمانی بیماریوں سے بچاتا ہے۔ جامع ترمذی نمبر 3549 میں ایک حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

رات کی نماز کے لیے تیاری کرنی چاہیے خاص طور پر سونے سے پہلے زیادہ کھانے پینے سے نہیں کیونکہ اس سے سستی پیدا ہوتی ہے۔ کسی کو دن میں غیر ضروری طور پر خود کو تھکانا نہیں چاہئے۔ دن میں ایک مختصر جھپکی اس میں مدد کر سکتی ہے۔ آخر میں گناہوں سے بچنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے کوشش کرنی چاہیے، اس کے احکام کو بجا لاتے ہوئے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور تقدیر کا مقابلہ صبر کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ فرمانبرداروں کو شب قدر کی نماز ادا کرنا آسان ہے۔

رات کی عبادت میں برکت ہے کیونکہ ہر شخص کو وہ دیا جاتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ جو لوگ مشکل کو دور کرنے کی خواہش رکھتے ہیں ان کا فوری جواب دیا جاتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہتے ہیں وہ ایک حقیقی شکر گزار بندے کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ جنت کی خواہش رکھنے والوں کے لیے رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جو لوگ جہنم سے نجات کی خواہش رکھتے ہیں انہیں تحفظ دیا جاتا ہے۔ اور جو اپنے رب کے سوا کچھ نہیں چاہتے ان کو اس کی قربت اور قربت نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت کا ذکر باب 25 الفرقان آیات 65-66 میں کیا گیا ہے:

" اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے جہنم کے عذاب کو ٹال دے، بے شک اس کا عذاب ہمیشہ رہنے والا ہے، بیشک وہ ٹھکانا اور ٹھکانہ بہت برا ہے۔"

ان آیات میں ایک دعا درج کی گئی ہے جو رحمٰن کے حقیقی بندوں کے خوف کو ظاہر کرتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور جہنم میں داخل ہونے سے ڈرتے ہیں۔ یہ ان کی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے جذبے کا ثبوت ہے۔ وہ ان متلاشی مفکرین کی طرح نہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا خوف محسوس نہیں کرتے، اس کی نافرمانی کرکے، نجات کی امید رکھتے ہیں۔ رحمٰن کے سچے بندے اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خلوص نیت سے کوشش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سچی امید کی خصوصیت کو پورا کرتے ہیں اور پھر نجات کی امید رکھتے ہیں۔

وہ اپنے بہت سے نیک اعمال پر فخر نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ انہیں جہنم کی آگ سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا انہیں جنت میں داخل نہیں کر سکتی۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 6463 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ وہ اس عقیدہ کو اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس کی اطاعت کے ذریعے مسلسل پناہ مانگتے ہیں۔

رحمٰن کے سچے بندے سمجھتے ہیں کہ جب لوگ آخرت میں پہنچیں گے تو اپنے گناہوں پر پشیمان ہوں گے اور زیادہ نیک اعمال نہ کرنے پر پچھتائیں گے۔ باب 89 الفجر، آیات 23-24:

اور لایا گیا، وہ دن جہنم ہے، اس دن آدمی یاد رکھے گا، لیکن اس کو یاد کیسے آئے گا؟ وہ کہے " گا، کاش میں نے اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔

اس کی وجہ سے وہ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے ہیں جیسے کہ نفل رات کی نماز جو پہلے آیات میں مذکور ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے میں جلدی کرتے ہیں، اس کے احکام کو بجا لا کر، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کر کے۔ جب بھی وہ پھسل جاتے ہیں اور کوئی گناہ کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے سچی توبہ کی طرف دوڑتے ہیں۔ وہ باقاعدگی سے اپنا محاسبہ کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اضافہ کر سکیں۔ سنن ابن ماجہ نمبر 4260 کی ایک حدیث میں نصیحت کی گئی ہے کہ یہ عقلمند کی خوبی ہے۔

بہت سے لوگ اس دنیا کی چمک دمک سے جہنم اور اس کی سزاؤں سے غافل ہو جاتے ہیں دوسری طرف قیامت اور جہنم کا سامنا کرنا ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھتے ہیں۔ گویا وہ جہنم کو ستر ہزار رسیوں سے آگے لاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں جس کی ہر رسی کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہیں۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 7164 میں موجود ایک حدیث سے ہوئی ہے۔ جب کوئی اپنی زندگی اس طرح گزارتا ہے تو وہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کی انجام دہی میں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی تلاش میں مصروف ہو جاتا ہے۔ برے انجام سے پناہ۔

متوازن اخراجات

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 67 میں بیان ہوئی ہے:

’’ اور وہ لوگ ہیں جو خرچ کرتے وقت ضرورت سے زیادہ یا کم خرچ نہیں کرتے بلکہ اس کے درمیان ہمیشہ اعتدال رکھتے ہیں۔‘‘

وہ سمجھتے ہیں کہ درحقیقت ان کے پاس جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ انہیں صرف قرض کے طور پر دیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی نعمتوں مثلاً اپنے مال کو اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر بغیر بخل، ضرورت سے زیادہ، فضول خرچی یا اسراف کے استعمال کرکے اللہ تعالیٰ کو قرض واپس کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی دولت اور دوسری نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہیں، اس لیے وہ سچے شکر گزار بندوں کی طرح برتاؤ کرتے ہیں اور اپنی دولت اور دیگر نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کر کے اس امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ باب 67 الملک، آیت 2:

" [جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے...]وہ "

وہ جان چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسراف کو ناپسند کرتا ہے اس لیے وہ فضول خرچی کے بغیر خرچ کرتے ہیں۔ باب 6 الانعام، آیت 141:

‘‘اور حد سے زیادہ نہ بنو۔ بے شک وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ..."

وہ ہر حال میں بخل سے بچتے ہیں کیونکہ وہ جامع ترمذی نمبر 1961 میں موجود حدیث سے واقف ہیں جس میں متنبہ کیا گیا ہے کہ لالچی شخص اللہ تعالیٰ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور اس کے بجائے قریب ہوتا ہے۔ جہنم کی آگ .یہی حدیث نصیحت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کنجوس عبادت گزار سے زیادہ جاہل سخی آدمی کو ترجیح دیتا ہے۔

رحمٰن کے بندے لالچ سے بچتے ہیں کیونکہ وہ اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے اور اس پر قسم بھی کھا چکی ہے۔ باب 51 ذاریات، آیات 22-23:

اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ پھر آسمانوں اور زمین کے " رب کی قسم، بیشک یہ سچ ہے، جیسا کہ تم کہہ رہے ہو۔"

درحقیقت تمام مخلوقات کا رزق زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مختص اور ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 6748 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

ان آسمانی تعلیمات اور دیگر کی وجہ سے وہ اسراف اور لالچ کے دو انتہائی رویوں سے بچتے ہیں۔ اور اس کے بجائے جب ضروری ہو خرچ کرکے اور جب ضروری ہو تو روک کر درمیان میں رہیں۔

وہ ہر قسم کے حرام مال سے اجتناب کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ حرام پر قائم رہنے والے کی دعا قبول نہیں کرے گا۔ صحیح مسلم نمبر 2346 میں موجود حدیث میں اس کی تنبیہ کی گئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو رد کر دے تو وہ ان کے کسی عمل کو کیسے قبول کرے گا؟

صحیح مسلم نمبر 2342 میں موجود ایک اور حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ صرف حلال مال سے صدقہ قبول کرتا ہے۔ یہ حدیث اس وقت بھی اس کے اجر عظیم پر روشنی ڈالتی ہے جب وہ اپنے حلال مال میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صدقہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حلال صدقہ کے بدلے ایک پہاڑی اجر عطا فرمائے گا خواہ وہ کھجور کا ایک ہی پھل ہو۔

رحمٰن کے سچے بندے ہمیشہ اپنا فرض صدقہ کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ اس اہم فرض کو ادا نہ کرنے کی سخت سزائیں ہیں۔ باب 3 علی عمران، آیت 180:

" اور جو لوگ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو جو کچھ دیا ہے اسے روکے رکھنے والے ہرگز یہ نہ سوچیں کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ بلکہ ان کے لیے بدتر ہے۔ ان کی گردنوں میں قیامت کے دن وہ گھیر لیا جائے گا جو انہوں نے روک رکھا تھا..."

رحمٰن کے بندے زیادہ مال کی لالچ کے بجائے اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے اپنی ضرورت کو لے لیتے ہیں اور باقی اللہ کی رضا کے لیے عطیہ کرتے ہیں۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے کوئی دولت کے امتحان اور امتحان میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

درحقیقت انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ ہمیشہ واجب صدقہ سے زیادہ صدقہ کرتا ہے جیسا کہ قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر باب 5 المائدہ، آیت 12:

اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں اور پر ایمان لاؤ اور ان کی حمایت کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو۔

صحیح مسلم نمبر 1671 میں موجود ایک حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہر مسلمان کے جسم کے ہر جوڑ کی طرف سے ہر روز صدقہ واجب ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ اس واجب صدقہ کی طرف اشارہ نہیں ہے جو سالانہ ادا کیا جاتا ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے، صدقہ صرف دولت تک محدود نہیں ہے۔ صدقہ مختلف طریقوں سے دیا جا سکتا ہے مثلاً نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 1671 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

آیت، جس کا آغاز میں حوالہ دیا گیا ہے، جس میں رحمٰن کے سچے بندوں کی خرچ کرنے کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں ہر قسم کے خیرات کے لیے توازن رکھنا شامل ہو سکتا ہے، جیسے کہ اپنا وقت دوسروں کی مدد کے لیے وقف کرنا۔ جو توازن نہیں پاتا وہ یا تو دوسروں کی مدد کے لیے بہت زیادہ وقت صرف کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غفلت برتتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کی مدد کرنے میں کافی وقت نہیں لگاتے وہ خود غرض ہو جائیں گے اور صرف اپنی فکر کریں گے جو ایک سچے مسلمان کا رویہ نہیں ہے۔

رحمٰن کے سچے بندے خرچ کرتے وقت ہمیشہ صحیح نیت رکھتے ہیں۔ وہ دوسروں کو ان کے احسانات یاد دلانے سے اپنے صدقات کو باطل نہیں کرتے۔ باب 2 البقرہ، آیت 264:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے صدقات کو نصیحت یا ایذا پہنچا کر باطل نہ کرو۔ "

جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے لیے صدق دل سے خرچ کرتے ہیں، وہ کسی اور سے کچھ نہیں چاہتے۔ ان کی نیک نیتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو اجر دیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ دنیاوی چیزوں پر خرچ کرتے ہیں مثلاً اپنے گھر والوں پر۔ صحیح بخاری نمبر 4006 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

وہ جانتے ہیں کہ ان کا نیک خرچ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک احسان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر یہ میزان کبھی حاصل نہیں کر سکتے ، اس لیے وہ ہر وقت شکر گزار رہتے ہیں۔ درحقیقت وہ ڈرتے ہیں کہ ان کے نیک خرچ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا، کسی پوشیدہ عیب مثلاً بے حسی کی وجہ سے۔ باب 23 المؤمنون، آیت 60:

"اور وہ جو دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 3175 میں موجود ایک حدیث کی تصدیق کی ہے کہ اس آیت سے مراد رحمن کے سچے بندے ہیں۔

شرک

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 68 میں بیان ہوئی ہے:

‘‘اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔ ’’

یہ آیت اعمال کرتے وقت خالص نیت کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے، صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے۔ رحمٰن کے سچے بندے باقی تمام نیتوں اور خواہشات کو پس پشت ڈال کر صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تاکہ اپنی تخلیق کا مقصد جو اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ باب 51 ذریات، آیت 56:

‘‘اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ ’’

بڑی قسم وہ ہے جب کوئی ایک .بڑے اور چھوٹے کے طور پر درجہ بندی کیا جا سکتا ہے شرک سے زیادہ خدا پر یقین رکھتا ہے۔ اگر کوئی اس حالت میں مر جائے تو اسے معاف نہیں کیا جائے گا۔ باب 4 النساء آیت 48:

"...بے شک اللہ اپنے ساتھ شریک کرنے کو نہیں بخشتا "

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری نمبر 6273 میں گناہ ہے جس کا ارتکاب
دوسرے کو اور ان احسانات کو اس کے خلاف استعمال کرنا اور موجود ایک حدیث میں کیا ہے۔
بھی برا ہے جس نے انہیں دیا ہے۔ اگر دو آدمیوں کے درمیان یہ بات درست ہے تو کیا اس شخص
کی خیانت کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرتا ہے
جب کہ وہ تنہا مخلوق کو بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے؟

معمولی قسم وہ ہے جب کوئی اپنے اعمال کو ظاہر کرے۔ اس کی تصدیق بہت سی شرک کی
احادیث سے ہوئی ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ نمبر 3989 میں موجود ہے۔ قیامت کے دن جن
دیا جائے حکم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو خوش کرنے کے لیے اعمال کیے ان کو
گا کہ ان سے ان کا اجر حاصل کریں جو ممکن نہیں ہوگا۔ .اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر
یہ وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عمل میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ 3154
باب کرنے کی بجائے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے اپنی خواہش کو اپنا رب بنا لیا ہے۔
:الجثیہ، آیت 23 45

‘‘کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ ’’

ایک صرف دوسرے کی خاطر کام کرتا ہے کیونکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ شخص کسی نہ کسی
طرح انہیں نعمت عطا کرے گا یا انہیں کسی نقصان سے بچائے گا۔ یہ خوبی صرف اللہ تعالیٰ کے
پاس ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے کام کرنا شرک اور محض حماقت ہے۔

اگر کوئی مسلمان سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور پھر کسی
ظاہری وجہ کی وجہ سے اپنی نیت کو بدلتا ہے جب تک کہ وہ اپنے آپ سے لڑتا رہے اور اپنی
ابتدائی نیت کی طرف لوٹنے کی کوشش کرے تو امید ہے کہ اس کو ان کی اصل نیت کا اجر ملے
گا۔ اور اسے پاک رکھنے کے لیے اندرونی جدوجہد۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور کوئی دنیوی چیز حاصل کرنے کے لیے اپنی نیت کو دینی کاموں میں ملا دیتے ہیں ان کے لیے یہ بحث ہے کہ آخرت میں ان کو اس عمل کا کوئی اجر ملتا ہے یا نہیں۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ جب تک دنیاوی خواہش ناجائز نہ ہو انہیں پورا اجر ملے گا۔ کچھ کا خیال ہے کہ ایک مسلمان کو ان کے دوغلے ارادے کی وجہ سے جزوی طور پر اجر ملے گا۔ دوسرے علماء کا خیال ہے کہ انہیں کوئی اجر نہیں ملے گا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اپنے ارادے کو شریک کیا ہے، جسے معمولی شرک کا ایک پہلو سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لیے ایک عقلمند مسلمان کو چاہیے کہ وہ سب سے محفوظ راستہ اختیار کرے اور صرف اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے مذہبی اعمال کرے اور اپنے ارادے کو کسی جائز دنیاوی نفع کے ساتھ نہ ملا دے۔

زندگی کا احترام کریں۔

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 68 میں بیان ہوئی ہے:

‘‘یا اس جان کو قتل کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے، سوائے حق کے۔ ’’

اللہ تعالیٰ کے سچے بندے ہر قسم کی زندگی کا احترام کرتے ہیں۔ وہ اسلام کی تعلیمات کو مانتے ہیں جو واضح طور پر تجویز کرتی ہے کہ تمام مخلوقات پر رحم کیا جائے۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح مسلم نمبر 6028 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ فرمائی ہے کہ جو شخص دوسروں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ اسلام نہ صرف لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتا ہے بلکہ اسے جانوروں کے لیے بھی تجویز کرتا ہے۔ اس کی تصدیق سنن ابوداؤد نمبر 2550 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ کوئی دوسرا مذہب انسانی جان کو اتنی اہمیت نہیں دیتا۔ قرآن پاک ایک بے گناہ کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تشبیہ دیتا ہے۔ باب 5 المائدۃ، آیت 32:

" ... کسی جان کو مارتا ہے سوائے اس کے کہ کسی جان کے لیے یا زمین میں فساد کے لیے - گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا تھا۔ اور جو کسی کو بچاتا ہے۔ - گویا اس نے بنی نوع انسان کو مکمل طور پر بچا لیا تھا..."

صرف یہ آیت ان لوگوں کو روکنے کے لیے کافی ہے جو اسلام کے نام پر بے گناہوں کو قتل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا اصل شیطانی مقصد دولت اور اقتدار حاصل کرنا ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

دوسروں کو نقصان نہ پہنچانا اتنا ضروری ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن نسائی نمبر 4998 میں موجود حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک سچا مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ دوسرے لوگ خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں محفوظ نہ ہوں۔ ان کی زبان اور عمل سے۔ اگر یہ معاملہ صرف دوسروں کو نقصان پہنچانے کا ہے تو اسلام بے گناہوں کے قتل کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ دراصل اس کا جواب اسی حدیث میں ملتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبردار کیا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک دوسروں کی جان و مال اس کے اعمال سے محفوظ نہ ہو۔

جو لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ انہوں نے کبھی کسی دوسرے شخص کو نقصان نہیں پہنچایا جب تک کہ وہ کسی مرد سپاہی کے خلاف اپنے دفاع میں نہ ہو۔ اس نے کبھی کسی عورت، بوڑھے یا بچے کو نقصان نہیں پہنچایا۔ درحقیقت، اس نے کبھی اپنے لیے انتقام نہیں لیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ سزا کو ریاست کے سربراہ کے طور پر حد سے تجاوز کرنے والوں پر لاگو کیا۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 6050 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ اگر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کریں تو انہیں ہر حال میں اس طرح کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

ایک مسلمان کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے، اپنے خاندان اور مال کا دفاع کرے۔ لیکن اس سب کی حدود ہیں۔ کسی مسلمان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ پہلے حملہ کرے اور کسی بے گناہ کی جان لے۔ لہٰذا مسلمانوں کو دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ احترام اور رحم کیا جائے۔

غیر قانونی تعلقات

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 68 میں بیان ہوئی ہے:

"... اور غیر قانونی جنسی تعلقات کا ارتکاب نہ کریں۔ اور جو بھی ایسا کرے گا اسے سزا ملے گی۔"

اللہ تعالیٰ کے سچے بندے ہر قسم کے ناجائز تعلقات سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں زنا کو شرک کے بعد رکھا گیا ہے اور ایک بے گناہ کو قتل کرنا اس کی شدت پر دلالت کرتا ہے۔

مسلمانوں کو غیر قانونی تعلقات کے لالچ میں آنے سے بچنے کے لیے احتیاط کرنی چاہیے۔ سب سے پہلے، انہیں اپنی نظریں نیچی کرنا سیکھنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کو ہمیشہ اپنے جوتوں کو گھورنا چاہئے لیکن اس کا مطلب ہے کہ انہیں غیر ضروری طور پر ارد گرد دیکھنے سے گریز کرنا چاہئے خاص طور پر عوامی مقامات پر۔ انہیں دوسروں کو گھورنے سے گریز کرنا چاہئے اور مخالف جنس کا احترام برقرار رکھنا چاہئے۔ جس طرح ایک مسلمان یہ پسند نہیں کرے گا کہ کوئی اپنی بہن یا بیٹی کو گھورے اسے دوسرے لوگوں کی بہنوں اور بیٹیوں کو نہیں دیکھنا چاہیے۔ باب 24 النور، آیت 30:

" مومن مردوں سے کہو کہ وہ اپنی بصارت میں کچھ کمی کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے..."

جب بھی ممکن ہو ایک مسلمان کو مخالف جنس کے ساتھ اکیلے وقت گزارنے سے گریز کرنا چاہیے جب تک کہ ان کا تعلق اس طریقے سے نہ ہو جس سے شادی کی ممانعت ہو۔ صحیح بخاری نمبر 1862 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تلقین فرمائی ہے۔

مسلمانوں کو لباس پہننا چاہیے اور شائستگی سے پیش آنا چاہیے۔ معمولی لباس پہننا اجنبیوں کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے سے گریز کرتا ہے اور شائستہ برتاؤ کسی کو ابتدائی قدم اٹھانے سے روکتا ہے جو غیر قانونی تعلقات کا باعث بن سکتا ہے جیسے کہ مخالف جنس سے غیر ضروری بات کرنا۔

غیر قانونی تعلقات سے بچنے کی برکات کو سمجھنا خود کو ان سے بچانے کا ایک اور طریقہ ہے۔ مثال کے طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان اور عفت کی حفاظت کرنے والے کو جنت کی ضمانت دی ہے۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 2408 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

غیر قانونی تعلقات میں ملوث ہونے کی سزا کے خوف سے بھی ایک مسلمان کو ان سے بچنے میں مدد ملے گی۔ مثال کے طور پر، ایمان اس شخص سے دور ہو جائے گا جو زنا کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اس کی تصدیق سنن ابوداؤد نمبر 4690 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔

حقیقت میں، ایک مسلمان کو غیر قانونی تعلقات کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ اسلام شادی کا حکم دیتا ہے۔ جو لوگ شادی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ کثرت سے روزہ رکھیں کیونکہ اس سے خواہشات اور اعمال پر قابو پانے میں بھی مدد ملتی ہے۔ صحیح مسلم نمبر 3398 میں موجود حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

مخلصانہ توبہ

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت کا ذکر باب 25 الفرقان آیات 70-71 میں ہے:

" سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں، ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔ ان کے لیے اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ ہمیشہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جو توبہ کرتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے وہ یقیناً اللہ کی طرف توبہ کرتا ہے۔

یہ آیات بتاتی ہیں کہ رحمٰن کے سچے بندے کامل انسان نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ان سے توقع رکھتا ہے۔ پس پہلی بات یہ ہے کہ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت سے کبھی امید نہیں چھوڑنی چاہیے کیونکہ یہ انہیں کفر کی طرف لے جا سکتا ہے۔ باب 12 یوسف، آیت 87:

’’بے شک اللہ کی راحت سے کافروں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا‘‘۔

درحقیقت بڑے شرک کے علاوہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ باب 4 النساء، آیت 116:

’’بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کرتا، لیکن اس سے کم جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے‘‘۔

جب تک ایک مسلمان کے اندر ایک دم باقی ہے سچی توبہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے میں دیر نہیں لگتی۔ اس کی تصدیق سنن ابن ماجہ نمبر 4253 میں موجود حدیث سے ہوئی ہے۔

تمام مسلمانوں کے لیے تمام گناہوں سے بچنا ضروری ہے خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے کیوں کہ موت کا وقت معلوم نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان سچے دل سے توبہ کرنے میں تاخیر کرتا ہے تو اسے بغیر تیاری کے موت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ پھر وہ بڑے ندامت کے ساتھ رہ جائیں گے۔ درحقیقت اپنے گناہوں کو معمولی سمجھ کر توبہ میں تاخیر کرنا، جامع ترمذی نمبر 2497 میں موجود حدیث کے مطابق فاسق کی نشانی ہے۔ یہ حدیث نصیحت کرتی ہے کہ نیک آدمی اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے وہ پہاڑ گرنے والے ہوں۔ تاکہ وہ بغیر کسی تاخیر کے سچے دل سے توبہ کرنے میں جلدی کریں۔

چھوٹے گناہ نیک اعمال سے مٹائے جاسکتے ہیں لیکن کبیرہ گناہوں کے لیے توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی طرف باب 4 النساء آیت 31 میں اشارہ کیا گیا ہے:

"اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور تمہیں جنت میں داخل کر دیں گے۔"

مخلص توبہ میں گناہ پر ندامت کا احساس، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا، دوبارہ گناہ یا اسی طرح کے گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا خلوص دل سے وعدہ کرنا اور جہاں تک ممکن ہو کسی خلاف ورزی کی تلافی کرنا شامل ہے۔ اگر گناہ لوگوں کے خلاف ہو تو مسلمان ، اگر ممکن ہو تو، ان کی معافی مانگے اور اپنے حقوق بحال کرے۔ اگر وہ شخص ان کو معاف نہ کرے تو قیامت کے دن انصاف قائم ہو گا۔ ظالم کی نیکیاں اس کے مظلوم کو دی جائیں گی اور اگر ضرورت پڑی تو مظلوم کے گناہ مظلوم کو دے دیے جائیں گے۔ یہ ظالم کو جہنم میں پھینکنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 6579 میں موجود حدیث سے ہوئی ہے۔

بہتر کے لیے بدلنا

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 71 میں بیان ہوئی ہے:

’’اور جو توبہ کرتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے وہ یقیناً اللہ کی طرف توبہ کرتا ہے‘‘۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچی توبہ کے قبول ہونے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ باطنی اور الفاظ کے ذریعے توبہ کرنے کے بعد ایک مسلمان کو عمل صالح اور مزید گناہوں سے پرہیز کرتے ہوئے اس کی تائید کرنی چاہیے۔ درحقیقت جب کوئی نیک کام صحیح طریقے سے کرتا ہے جیسے کہ نماز یہ اسے گناہوں پر قائم رہنے سے بچاتی ہے۔ باب 29 العنکبوت، آیت 45:

’’...بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے ‘‘

سچی توبہ کے بعد ایک مسلمان نہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو بہتر بناتا ہے بلکہ وہ اپنے کردار کو بہتر بناتا ہے تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ زیادہ حسن سلوک کرے۔ مسلمانوں کو رحمٰن اللہ کے سچے بندوں کی راہ پر چلنے کی ترغیب دینے کے لیے، وہ سچے دل سے توبہ کرنے والوں کو یہ بشارت دیتا ہے کہ وہ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ باب 25 الفرقان، آیت 70:

’’ان کے لیے اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ ‘‘

یہ نعمت کسی کے گناہوں کو مٹانے سے بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ جو وقت دیا گیا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کر کے نیک عمل کرنے کی کوشش کریں۔

جھوٹی گواہی

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 72 میں بیان ہوئی ہے:

‘‘اور وہ لوگ ہیں جو جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے۔ ’’

یہ آیت خبردار کرتی ہے کہ رحمٰن کے سچے بندے جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ بدقسمتی سے، یہ عموماً تیسری دنیا کے ممالک میں ہوتا ہے جہاں مسلمان کوئی ایسی چیز لینے کے لیے عدالت میں جھوٹے دعوے دائر کرتے ہیں جو ان کی نہیں ہوتی، جیسے کہ مال اور جائیداد۔ صحیح بخاری نمبر 2654 میں موجود ایک حدیث کے مطابق جھوٹ کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔ درحقیقت یہ حدیث جھوٹ کو شرک اور والدین کی نافرمانی کے بعد رکھتی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابن ماجہ نمبر 2373 کی ایک حدیث میں سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ جو شخص جھوٹی گواہی دینے سے سچے دل سے توبہ نہیں کرتا وہ قیامت کے دن تک حرکت نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں بھیجتا ہے۔ درحقیقت جو کوئی ایسی چیز لینے کے لیے جھوٹی گواہی دیتا ہے جس کا انہیں کوئی حق نہیں ہے تو وہ جہنم میں جائے گا خواہ وہ چیز کسی درخت کی ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 353 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ جھوٹی گواہی ایک سنگین گناہ ہے کیونکہ اس میں بہت سے دوسرے بھیانک گناہ شامل ہیں، جیسے جھوٹ بولنا۔ لوگوں کے خلاف یہ گناہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت تک معاف نہیں کیا جائے گا جب تک کہ مظلوم انہیں پہلے معاف نہ کر دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کی نیکیاں ان کے شکار کو دی جائیں گی اور اگر ضرورت پڑی تو ان کے مظلوم کے گناہ ان کو قیامت کے دن دے دیے جائیں گے تاکہ انصاف قائم ہو۔ یہ جھوٹے گواہ کو جہنم میں پھینکنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 6579 میں موجود حدیث سے ہوئی ہے۔ جھوٹا گواہ بھی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اگر وہ کسی کی طرف سے گواہی دے تاکہ بعد والا کوئی ایسی چیز لے لے جس کا انہیں کوئی حق نہیں۔ یہ رویہ قرآن پاک کے اس حکم کو واضح طور پر چیلنج کرتا ہے جو مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ برائی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کریں بلکہ اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ باب 5 المائدۃ، آیت 2:

اور نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرو لیکن گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو‘‘۔ ’’

جھوٹا گواہ غیر قانونی طور پر حاصل کی گئی چیز کو استعمال کرکے مزید گناہ بھی کرے گا۔ مثال کے طور پر اگر انہوں نے اس طریقے سے مال حاصل کیا اور پھر اسے حج کے لیے استعمال کیا۔ ان کی زیارت کو رد کر دیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف حلال کو قبول کرتا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 2342 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ تمام مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولیں چاہے وہ عام روزمرہ کی گفتگو میں ہو یا عدالتی معاملے میں حلف کے تحت۔ ہر طرح کا جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے جس کے نتیجے میں جہنم کی طرف جاتا ہے۔ جو جھوٹ بولتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو بہت بڑا جھوٹا لکھے گا۔ اس کی تنبیہ جامع ترمذی نمبر 1971 میں موجود ایک حدیث میں کی گئی ہے، خدشہ ہے کہ اس عظیم جھوٹے کو قیامت کے دن جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ باب 3 علی عمران، آیت 61:

"جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجو۔ ..."

فضول باتیں

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 72 میں بیان ہوئی ہے:

‘‘اور جب وہ بد زبانی کے قریب سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔’’

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رحمٰن کے سچے بندے ان تمام چیزوں سے اجتناب کرتے ہیں جن سے دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا خواہ وہ قول و فعل میں ہو۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ قول و فعل کی تین قسمیں ہیں۔ انسان کو خاموش رہنا چاہیے اور پہلی قسم سے سراسر نقصان دہ ہے۔ پرہیز کرنا چاہیے جو اس کی دنیوی اور دینی زندگی کے لیے دوسری قسم جو قول و فعل ہے صرف وقت ضائع کرتی ہے جس کا قیامت کے دن بڑا ندامت ہو گا۔ یہ قسم وہ قول و فعل ہے جو نہ کسی کی دنیوی یا دینی زندگی کے لیے فائدہ مند ہے اور نہ نقصان دہ۔ آخری قسم ایک فائدہ مند قول و فعل کا دو تہائی حصہ اس ڈھانچے کے مطابق قول ۔ اور اعمال میں مشغول ہونا چاہئے تقریر کسی کی زندگی سے نکال دینا چاہیے۔

زیادہ تر معاملات میں، فضول بات کو گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن یہ ان کا قیمتی وقت ضائع کرنے کا سبب بنے گا۔ اس کے علاوہ، غیر ضروری تقریر عام طور پر گناہ والی باتوں جیسے غیبت کا باعث بنتی ہے۔ یہ بہت کم ہوتا ہے کہ لوگ کسی ایسی بات پر بحث کریں جو اس دنیا یا آخرت میں فائدہ مند نہ ہو اور آخرکار گناہ کیے بغیر۔ یاد رہے کہ ان کا کلام درحقیقت ایک خط ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کو لکھتے ہیں۔ کسی شخص کے لیے یہ شرمناک بات ہوگی کہ وہ اس خط کو ضرورت سے زیادہ الفاظ سے بھر دے جو اس کے لیے یا دنیا یا آخرت میں کسی کے لیے فائدہ مند نہیں۔ درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح بخاری نمبر 2408 میں موجود ایک حدیث میں اعلان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ناپسند کرتا ہے جب لوگ فضول باتوں کو کہتے ہیں۔ بہت سی احادیث سے یہ بات واضح ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر ضروری الفاظ نہیں کہے اور اس کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس کی مثال امام

بخاری کی کتاب ادب المفرد نمبر 211 میں ملتی ہے۔ لہٰذا مسلمان کا فرض ہے کہ اس خصلت سے بچے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ یہ آیت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ رحمٰن کے سچے بندے اپنی گفتگو سے گناہ نہیں کرتے۔ وہ کیسے کر سکتے ہیں جب وہ ایسے الفاظ بھی نہیں نکالتے جن کو گناہ نہ سمجھا جائے یعنی فضول بات؟

مسلمانوں کو ان سے سننا اور سیکھنا چاہئے تاکہ وہ صرف اچھی بات کہنے یا خاموش رہنے کی اہم خصوصیت کو اپنا سکیں۔ صحیح مسلم کی حدیث نمبر 176 میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ بعض لوگوں کے خیال کے برعکس جس شخص نے اپنی بات کو صاف نہیں کیا اس کا دل اور جسم پاک نہیں ہو سکتا۔ اس کی طرف جامع ترمذی نمبر 2407 میں موجود حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ آیت اچھے ساتھیوں کی اہمیت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ درحقیقت انسان اس وقت تک اچھا ساتھی نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنی بات پر قابو رکھنا نہ سیکھ لے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنے ساتھیوں سے متاثر ہوگا جس کی تنبیہ سنن ابوداؤد نمبر 4833 میں موجود حدیث میں کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا وقت فضول باتوں اور کاموں میں صرف کرتا ہے تو غالب امکان ہے کہ اس کے دوست بھی ایسا ہی کریں گے۔ اس لیے تمام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ احتیاط سے اپنے ساتھیوں کا انتخاب کریں اور دوسروں جیسے کہ اپنے بچوں کو بھی ایسا کرنے کی نصیحت کریں۔ باب 43 از زخرف، آیت 67:

"اس دن قریبی دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، سوائے نیک لوگوں کے۔ "

الفاظ اور اعمال

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 73 میں بیان ہوئی ہے:

"اور جن کو جب ان کے رب کی آیات یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔"

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رحمٰن کے سچے بندے اسلام کی تعلیمات کو سننے، سمجھنے اور اس پر عمل کر کے صرف الفاظ سے نہیں بلکہ عمل سے اپنے بندے کو ثابت کرتے ہیں۔ بہت سے مسلمان ابھی تک قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے منقطع محسوس کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن پاک کے صرف پہلے پہلو کو پورا کرتے ہیں جو اس کی تلاوت کر رہا ہے۔ زیادہ تر معاملات میں یہ مسلمان عربی زبان نہیں سمجھتے تو قرآن پاک ان کے طرز عمل پر کیسے اثر انداز ہو سکتا ہے؟ درحقیقت یہ لوگ قرآن پاک کے بارے میں گویا بہرے اور اندھے ہو کر کام کرتے ہیں کیونکہ وہ قرآن پاک کے دوسرے اور اہم پہلوؤں کو پورا کرنے کی زحمت نہیں کرتے۔ دوسرا پہلو اسے سمجھنا ہے جو اس کی مستند اور منظور شدہ تشریحات کے مطالعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم کا آخری پہلو اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔ اسے اچھے کپڑے میں لپیٹ کر کسی کے گھر میں اونچی شیلف پر رکھنا اتنا اچھا نہیں ہے۔ قرآن پاک ہدایت کی کتاب ہے گھر کی زینت نہیں۔ اگر وہ اس کے تمام پہلوؤں پر پورا نہ اتریں تو اس سے رہنمائی کیسے کی جا سکتی ہے؟ رحمٰن کے سچے بندے یہی کوشش کرتے ہیں۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ جہالت اور اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتا۔

ایک متقی خاندان

:رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی خصوصیت باب 25 الفرقان آیت 74 میں بیان ہوئی ہے

جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد میں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا اور فرما۔

یہ آیت اسلام کی تعلیمات کے مطابق شادی کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رحمن کے سچے بندے شادی کے لیے انتخاب کرتے وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل کرتے ہیں جو صحیح مسلم نمبر 3635 میں موجود ہے۔ یہ حدیث نصیحت کرتی ہے کہ کسی شخص کی شادی اس کے حسن و نسب، مال و دولت یا تقویٰ کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وہ کسی ایسے شخص سے نکاح کریں جو تقویٰ کا مالک ہو۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس حدیث میں مذکور پہلی تین چیزیں بہت عارضی اور ناقص ہیں۔ وہ کسی کو عارضی خوشی تو دے سکتے ہیں لیکن آخرکار یہ چیزیں ان کے لیے بوجھ بن جاتی ہیں کیونکہ ان کا تعلق مادی دنیا سے ہے نہ کہ اس چیز سے جو حتمی اور مستقل کامیابی عطا کرتی ہے یعنی ایمان۔ یہ سمجھنے کے لیے کہ دولت خوشی نہیں لاتی، صرف امیر اور مشہور کا مشاہدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ درحقیقت، امیر زمین پر سب سے زیادہ غیر مطمئن اور ناخوش لوگ ہیں۔ اپنے نسب کی خاطر کسی سے شادی کرنا بے وقوفی ہے کیونکہ یہ اس بات کی ضمانت نہیں دیتا کہ وہ شخص ایک اچھا شریک حیات بنائے گا۔ درحقیقت، اگر شادی کامیاب نہیں ہوتی ہے تو یہ خاندانی بندھن کو ختم کر دیتی ہے جو شادی سے پہلے دونوں خاندانوں کے پاس تھے۔ صرف خوبصورتی کے معنی کی خاطر شادی کرنا، محبت عقلمندی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک چبھتا ہوا جذبہ ہے جو وقت کے ساتھ اور مزاج کے ساتھ بدل جاتا ہے۔ قیاس محبت میں ڈوب جانے والے کتنے جوڑے ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے؟

لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی ایسا شریک حیات تلاش کرے جو غریب ہو کیونکہ اس سے شادی کرنا ضروری ہے جو خاندان کی مالی مدد کر سکے۔ نہ ہی اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اپنے شریک حیات کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک صحت مند شادی کا ایک اہم پہلو ہے۔ لیکن اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں کسی کی شادی کی بنیادی یا حتمی وجہ نہیں ہونی چاہئیں۔

ایک مسلمان کو شریک حیات میں جو بنیادی اور حتمی خوبی تلاش کرنی چاہیے وہ تقویٰ ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرتا ہے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتا ہے اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرتا ہے۔ سادہ لفظوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اپنی شریک حیات کے ساتھ خوشی اور مشکل دونوں وقتوں میں اچھا سلوک کرے گا۔ دوسری طرف، جو لوگ بے دین ہیں وہ اپنے شریک حیات کے ساتھ بدسلوکی کریں گے جب بھی وہ پریشان ہوں گے۔ حالیہ برسوں میں مسلمانوں کے درمیان گھریلو تشدد میں اضافے کی یہ ایک اہم وجہ ہے۔

رحمٰن کے سچے بندے اس حدیث میں دی گئی نصیحت پر عمل کرتے ہیں اور اس کے ذریعے ایک ایسے پہلو کو پورا کرتے ہیں جو ان کے ایمان کو کامل کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ اس کی نصیحت جامع ترمذی نمبر 2521 میں موجود ایک حدیث میں کی گئی ہے۔ صرف اس طرز عمل سے مسلمان اپنی بیوی کے ذریعے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کر سکتا ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

اس آیت میں مذکور دوسری چیز یعنی ایک نیک بچے کو حاصل کرنے کے لیے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچے کو تقویٰ اختیار کرنے کی تعلیم دیں سب سے پہلے مثال کے طور پر رہنمائی کرتے ہوئے اور اپنے بچے کو تقویٰ کا عملی مظاہرہ دے کر۔ دوسرے یہ کہ انہیں بچپن ہی سے تقویٰ اور اعلیٰ کردار کے مختلف پہلوؤں کی تعلیم دی جائے جو قرآن پاک اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سکھائی گئی ہیں۔ اس کا خلاصہ تین چیزوں میں کیا جا سکتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لانا، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرنا اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کرنا۔

جب والدین یہ قدم اٹھاتے ہیں تب ہی وہ اس آیت میں کی گئی دعا کو پورا کر سکتے ہیں۔ تب ہی وہ بچہ انہیں دنیا اور آخرت میں فائدہ دے گا۔ اس فرض سے کوتاہی صرف اس کی اولاد کے لیے دونوں جہانوں میں پریشانی کا باعث بنے گی۔

عظیم کردار

رحمٰن کے سچے بندوں کی اگلی صفت کا تذکرہ باب 25 الفرقان آیت 74 کے آخر میں کیا گیا ہے۔

اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد میں سے آنکھوں کی ’’ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں نیک لوگوں کے لیے پیشوا بنا۔‘‘

درحقیقت اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رحمٰن کے سچے بندے مذہبی یا دنیاوی رہنما بننے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ وہ بنی نوع انسان کے قائدین جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی صفات کو اپنانا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر اور محبوب ہیں۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ کی محبت کی تمنا کا بالواسطہ طریقہ ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عملی طور پر کوشش کے بغیر یہ حاصل نہیں کیا جا سکتا، جس کی مزید تائید صحیح بخاری نمبر 6502 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ یہ نصیحت کرتی ہے کہ فرائض کی ادائیگی اور نفلی اعمال کی انجام دہی کے بعد انسان اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ سربلند لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان تمام چیزوں کو انجام دینے کی کوشش کرے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ تمام چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے اگر وہ بہترین خصلتوں کو اپنانا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا چاہتا ہے۔

مزید برآں، آیت کا یہ حصہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جس طریقے پر بحث کی گئی ہے اس پر عمل کرنے سے اس آیت کے شروع میں بیان کی گئی دعا کو پورا کیا جائے گا جس پر پچھلے باب میں بحث کی گئی تھی۔ یعنی ایک متقی گھرانے کی خواہش کرنا تاکہ وہ مسلمان کے لیے دونوں جہانوں میں بوجھ کے بجائے بڑا اثاثہ بن جائیں۔

آیت کے اس حصے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رحمٰن کے سچے بندے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے اہم فریضے کو پورا کرنے کی خواہش اور کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کی نصیحت پر عمل کرنے والوں کو اجر ملے۔ صحیح مسلم نمبر 2351 میں موجود ایک حدیث میں اس کی تلقین کی گئی ہے۔ اور جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ رحمن کے سچے بندے دوسروں کی گمراہی کا سبب بن جانے سے ڈرتے ہیں۔ یہ صرف اس کے گناہوں میں اضافے کا سبب بنے گا اس بات پر منحصر ہے کہ ایک شخص کتنے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

وہ اپنی نگہداشت کے تحت ان لوگوں کے لیے ایک مثبت رول ماڈل بننا چاہتے ہیں۔ سنن ابوداؤد نمبر 2928 میں موجود ایک حدیث کے مطابق یہ تمام مسلمانوں پر ایک اہم فریضہ ہے۔

اس کتاب کو ختم کرنے کے لیے تمام مسلمانوں کو رحمٰن کے سچے بندوں کی خصوصیات کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے ذریعے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے، کیا وہ اس دنیا میں نصیب ہوں گے اور آخرت میں ایک پناہ اور ابدی آرام گاہ پائیں گے۔ اس کی طرف اگلی آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ باب 25 الفرقان، آیت 75:

" ان لوگوں کو ان کے صبر کے بدلے ایوان سے نوازا جائے گا، اور وہاں ان کا استقبال سلام اور سلامتی کے ساتھ کیا جائے گا۔"

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

400 سے زیادہ مفت ای بکس: https://shaykhpod.com/books/
eBooks/AudioBooks کے لیے بیک اپ سائٹ:
https://archive.org/details/@shaykhpod

شیخ پوڈ ای بکس کے براہ راست پی ڈی ایف لنکس:
https://spebooks1.files.wordpress.com/2024/05/shaykhpod-books-direct-pdf-links-v2.pdf

https://archive.org/download/shaykh-pod-books-direct-pdf-links/ShaykhPod%20Books%20Direct%20PDF%20Links%20V2.pdf

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

آڈیو بکس: https://shaykhpod.com/books/#audio
روزانہ بلاگز: https://shaykhpod.com/blogs/
تصویریں: https://shaykhpod.com/pics/
جنرل پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/general-podcasts/
PodWoman: https://shaykhpod.com/podwoman/
PodKid: https://shaykhpod.com/podkid /
اردو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/urdu-podcasts/
لائیو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/live/

ڈیلی بلاگز، ای بکس، تصویروں اور پوڈکاسٹوں کے لیے گمنام طور پر واٹس ایپ چینل کو فالو کریں:
https://whatsapp.com/channel/0029VaDDhdwJ93wYa8dgJY1t

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:
http://shaykhpod.com/subscribe

Achieve Noble Character